# خبر نامہ

## اردو اکادمی، دہلی کا

## ۳۰واں چھ روزہ اردو ڈراما فیسٹول

ماضی کی ۲۹/سالہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اردو اکادمی دہلی کے زیر اہتمام ۳۰/واں اردو ڈراما فیسٹول شری رام سینٹر صفدر ہاشمی مارگ منڈی ہاؤس، نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اردو ادب کی چاشنی اور شائستگی سے بھر پور اپنی نوعیت کا یہ منفرد پروگرام ۲۴/تا ۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء تک جاری رہا۔ فیسٹول میں، غالب ہمارا شاعر، سرائے کی مالکن، جلیاں والا باغ، ایک ٹکٹ رامپورا پھول، بنّے، دیوالی کی وہ رات، دوسرا کمرہ اور موقع اچھا ہے جیسے موضوعات پر مشتمل ڈرامے پیش کئے گئے جن میں علمی، ادبی، تہذیبی، ثقافتی اور تاریخی نقطۂ نظر سے اردو لٹریچر کے مختلف رنگوں سے عوام کو روبرو ہونے کا موقع ملا۔ افتتاحی تقریب میں منیش سسودیا نائب وزیر اعلیٰ دہلی نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی جب کہ عمران حسین وزیر برائے خوراک ورسد حکومت دہلی مہمان اعزازی اور معروف قلمکار و ممبر ساہتیہ کلا پریشد دلیپ پانڈے مہمان مکرم کے طور پر شریک رہے۔ نشست اول میں راجیش تیواری کی ہدایت میں تھیٹر ریسرچ یونٹ فار اسٹیج ٹولس نے طالب رامپوری کا تحریر کردہ ڈراما ''غالب ہمارا شاعر'' پیش کیا جس سے ناظرین خوب لطف اندوز ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کی دستک، وحشت ناک شور شرابے، بہادر شاہ ظفر کا دربار اور استاد ذوق، غالب کی شخصیت، شاعری اور بادہ خواری کا احاطہ کرتا یہ ڈراما فنکاری کی بہترین مثال ہے۔ ڈرامے کا کردار واضح کرتا ہے کہ مرزا اسداللہ خاں غالب نے شاعری ہی نہیں کی بلکہ اپنے خطوط اور جادوئی شخصیت سے بھی لوگوں کو خوب متاثر کیا ہے۔ اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے خیر مقدمی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ اردو ہمارا تہذیبی ورثہ ہے جس سے امن و اتحاد، پیار و محبت اور قومی یکجہتی کی ایک طویل تاریخ وابستہ ہے، اس کو باقی رکھنا اور آئندہ نسلوں تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ غالب کی شاعری پر گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ غزلوں میں جو خیال آرائی اور ندرت ہمیں ان کے یہاں دیکھنے کو ملتی ہے وہ کہیں اور نہیں، اس سے جہاں ان کے خیال کی بلندی ظاہر ہوتی ہے وہیں اسلوب شاعری میں بھی ان کا الگ ہی رنگ نظر آتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے اردو اکادمی دہلی کے بینر تلے متنوع موضوعات پر پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے قریب کئے جا سکیں۔ انھوں نے کہا کہ دہلی حکومت اردو کے فروغ کے لیے سنجیدہ ہے۔ ہم شکر گزار ہیں وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال اور نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا کے کہ ان کی کرم فرمائی ہمیشہ شامل حال رہتی ہے۔

منیش سسودیا نے کہا کہ تھیٹر، آرٹ اور کلچر کے حوالے سے ہم اپنی اس تہذیب کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جس میں امن، یکجہتی، انسانیت اور دردمندی شامل تھی۔ انھوں نے کہا کہ جب تک اردو زندہ ہے پیار و محبت کو کوئی مار نہیں سکتا، یہی وہ زبان ہے جس نے انسان کو گفتگو کا سلیقہ سکھایا اور انقلاب زندہ باد جیسا نعرہ دیا، آج جس طرح کی فضا ملک میں پیدا کی جارہی ہے وہ ملک اور قوم دونوں کے لیے تباہ کن ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سوچ کو بدلا جائے، لٹریچر اور رنگ منچ کے ذریعہ معاشرے کے بگاڑ کو دور کیا جائے، اپنی تہذیبی، علمی اور ثقافتی روایت سے عوام کو روشناس کرایا جائے۔ اردو اکادمی دہلی کے سکریٹری ایس ایم علی نے کہا کہ ملک کی دیگر ریاستوں کی اردو اکادمیوں کے بالمقابل اردو اکادمی دہلی اردو کی ترویج و اشاعت میں نہایت فعال کردار ادا کر رہی ہے، کثیر تعداد میں ادبی کتابیں شائع کرنے کے علاوہ جہاں وہ ریاستی سطح پر اردو کے مراکز چلاتی ہے وہیں تسلسل کے ساتھ علمی، ادبی اور ثقافتی پروگرام بھی منعقد کرتی ہے جس سے محبان اردو خوب فیضیاب ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی کوئی بھی اردو اکادمی اس طرح کے کلچرل پروگرام منعقد نہیں کرتی جس طرح کے پروگرام اردو اکادمی، دہلی کرتی ہے۔ میں ہر دلعزیز رہنما وزیر اعلی اروند کجریوال اور نائب وزیر اعلیٰ دہلی منیش سسودیا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی ہمت افزائی کی بدولت اس طرح کے معیاری پروگرام منعقد ہو پاتے ہیں۔

دوسرے دن ماسک پلیئرس آرٹ گروپ نے چندر شیکھر شرما کی ہدایت میں رنبیر سنگھ کی اسکرپٹ پر مبنی شاہکار ڈراما ''سرائے کی مالکن''، پیش کیا جس کو خوب پسند کیا گیا۔ ڈرامے کے مرکزی کردار سرائے کی مالکن مہر النسا کو فنکارہ نے اس خوبی سے ادا کیا ہے کہ حقیقت کا گمان ہونے لگتا ہے۔ زبان و بیان، ناز و انداز، نشست و برخاست، آداب و القاب، شاطرانہ مزاج، مگر خوش کن لب ولہجہ ان تمام جزئیات نے کردار کو وہ زندگی دی ہے کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھے۔

اس موقع پر وائس چیئرمین اردو اکادمی دہلی پروفیسر شہپر رسول نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ اردو زبان کی

ترویج وترقی لکھنے اور پڑھنے کے عمل کے بغیر ناممکن ہے، مگر اس بات کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مشاعرے اور تھیٹر بھی اس کی بقا اور تحفظ کی راہ میں ایک اہم کڑی کا کام کرتے ہیں۔ پروفیسر شہپر رسول نے اچھی پیش کش کے لیے دل کھول کر فنکاروں اور ٹیم سے جڑے منجملہ ممبران کی محنتوں کو سراہا۔ گاڑھی اردو میں پیش کئے جانے والے اس ڈراما کے فنکاروں میں مہرالنساء کا کردار پرینا راوت نے، امیرالملک کا ونیت ترپاٹھی نے، نواب قطب الدولہ کا آشیش کمار نے، خان صاحب کا ارادھیہ شرما نے، فیضو کا سریندر شرما عرف ویبھو نے، اختری کا ممتا رانی نے، مشتری کا میگھنا نے، جمیلہ کا مہک نے اور گھسیٹا کا ہرش شرما نے ادا کیا۔

تیسرے روز تاریخ ہند کے عظیم سانحے جلیاں والا باغ کو اسٹیج کیا گیا جس کے دل سوز مناظر کو دیکھ کر ہر کوئی آبدیدہ ہو گیا۔ جاوید سمیر کی ہدایت میں انیس اعظمی کی تحریر ''جلیاں والا باغ'' کو کریٹیو اڈّا گروپ نے اس سلیقہ سے پیش کیا کہ ناظرین دم بخود رہ گئے، ہال کے اندر پورے ڈرامے کے دوران خاموشی چھائی رہی۔ ۱۰۰ سال قبل ۱۳/اپریل ۱۹۱۹ء کو بیساکھی کے دن نہتے لوگوں پر انگریز حکومت کے درندہ صفت فوجیوں کی یلغار کے مناظر دیکھ کر ہر آنکھ اشکبار تھی۔ اس موقع پر اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے جاوید سمیر کا گل پوشی کرکے استقبال کیا اور آرٹسٹوں کو ان کی بہترین کارکردگی پر مبارک باد پیش کی۔ انھوں نے کہا کہ یہ ڈرامے ہمیں اپنی تاریخ، اپنی تہذیب اور قربانیوں کی یاد دلاتے ہیں، زندہ قومیں اپنی تاریخ کو یاد رکھا کرتی ہیں اور جو قومیں اپنی تاریخ بھلا دیتی ہیں اہل دنیا انھیں تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیتے ہیں۔

فیسٹول کی چوتھے روز پریم گوری، عصمت چغتائی اور سویتا شرما کی تحریروں پر مشتمل ڈراما ''ایک ٹکٹ رامپورا پھول، بٹیّ، دیوالی کی وہ رات''، سویتا شرما اور کاجل سوری کی ہدایت میں روبرو گروپ نے پیش کیے۔ کہانیاں بھی مختلف تھیں، کردار بھی جدا تھے، مگر سبق مشترک تھا۔ وہ یہ کہ عورت اور مرد کو جب بھی شادی جیسے پاک رشتے میں باندھا جائے اور ایک ایسی منزل کی طرف روانہ کیا جائے جہاں مرتے دم تک انھیں شانہ بشانہ چلنا ہے تو رسم ورواج کے دائرے سے اوپر اٹھ کر ان کے دل کا حال بھی دریافت کر لینا چاہئے ورنہ کہیں وہ ایک ٹکٹ رامپورا پھول کی وہ بے کس وبے بس اور مظلوم عورت بنے گی جس کی عصمت کو دیو نما بھیڑیا تار تار کر دیتا ہے اور شکایت کی صورت میں بے حس شوہر کا یہ جملہ کہ 'ایسا کیا ہے تیرا جو ٹوٹ کر گر گیا' اس کے دل پر بجلی بن کر گرتا ہے اور شوہر کی شکل میں موجود اس کے تصورات کا وہ مضبوط قلعہ جس کے ہر گوشے میں وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتی تھی لمحوں میں زمیں بوس ہو جاتا ہے۔

بٹیّ کی بھی ایسی ہی کہانی کو دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جس میں ایک نوخیز لڑکی کی شادی گھر والے صرف اس لیے دوگنی عمر کے مرد سے کرنے کو مجبور ہوتے ہیں چونکہ ان کے پاس دولت نہیں ہوتی۔ یہ روش معاشرے کی وہ بیماری ہے جو کینسر کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ ''دیوالی کی وہ رات'' بھی ایسی ہی برائی سے روبرو کراتی ہے جس میں دیوالی کی جگمگاتی رات میں بیوی کو تو حجاب کا پابند بنایا جاتا ہے جبکہ پٹاخوں کے شور شرابے کے اس پار وہ کارنامے انجام دیے جاتے ہیں کہ روح کانپ اٹھتی ہے۔ ڈرامے کا آخر کھلے طور پر یہ دعوت دیتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں سماجی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے، اس کے ازالے کی بہتر تدابیر اپنانی چاہئیں اور مرد صرف عورت کی سیاہ زلف، لب ورخسار، حسن وجمال اور اس کی ظاہری ہیئت کی ہی بات نہ کرے بلکہ اس کے دل میں جھانکنے کی بھی کوشش کرے، ہر اکیلی عورت کو دیکھ کر غلط گمان ہی دل میں پیدا نہ کرے بلکہ اس کے دوسرے پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ناظرین نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ ڈرامے کو ملاحظہ کیا اور فنکاروں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔ اردو اکادمی، دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول اور گورننگ کونسل کے ممبر فرید الحق نے ڈرامے کی ہدایت کار سویتا شرما اور کاجل سوری کا گلدستہ پیش کر کے استقبال کیا اور فنکاروں کی حوصلہ افزائی کی۔

پانچویں روز شوہر بیوی کی آسودہ حال زندگی پر مبنی ڈراما ''دوسرا کمرہ'' پیش کیا گیا جس کو ناظرین نے بے حد پسند کیا۔ ڈرامے میں بے میل شادی شدہ زندگی کی اس تلخ حقیقت سے پردہ ہٹانے کی کوشش کی گئی ہے جو آج بیشتر گھروں کی کہانی بن چکی ہے۔ میاں بیوی ایک گھر میں ایک ہی چھت کے نیچے ضرور رہتے ہیں، مگر ایک دوسرے کے لیے زندہ لاش کی مانند جہاں بچوں کی کلکاریاں گونجنی چاہئیں وہاں روز بروز ڈر اور خوف کے سائے دراز ہوتے چلے جاتے ہیں، ان کی ذہنی کیفیت ان پاگلوں کے مشابہ ہو جاتی ہے جو جاگتی آنکھوں بھیانک خواب دیکھنے لگتے ہیں جنھیں گھر کے اس دوسرے کمرے میں جس پر بیوی صرف اپنا حق جتا کر شوہر کے داخلے پر پابندی عائد کرتی ہے، برہنہ لاشیں نظر آنے لگتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں کر ہوتا ہے ان سب وجوہات کی بنیاد کیا ہے؟ بنیاد ہے آزاد خیالی، مغرب پرستی، مادیت پرستی، دوران ملازمت مردوں کا غیر عورتوں سے اور عورتوں کا غیر مردوں سے اختلاط۔ یہی اختلاط زوجین کے درمیان فاصلوں کا سبب بنتا ہے۔ شوہر بچے کی تمنّا کرتا ہے، مگر بیوی ایک جھٹکے میں اس کی مردانگی پر سوال قائم کر دیتی ہے۔ نتیجہ میں شوہر بھی ہمیشہ

اسے ایک زندہ لاش تصور کرتا ہے۔ زاہدہ زیدی کی اس گراں قدر تحریر کو فہد خان کی ہدایت میں انترال تھیٹر گروپ کے فنکاروں نے اسٹیج پر وہ زندگی دی ہے کہ ناظرین دل کی گہرائیوں تک محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکے۔ اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول نے فنکاروں کی محنتوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی تخلیق اس وقت تک پر اثر ثابت نہیں ہوتی جب تک اس کے کرداروں میں حقیت کا رنگ نہ بھر دیا جائے آج کے فنکاروں نے جس خوبصورتی سے اپنے اپنے کرداروں کو نبھایا ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ انھوں نے مصنف کے نقل کردہ کرداروں کو اسٹیج پر زندہ کر دیا ہے یہی تھیٹر آرٹ کا کمال ہے۔

فیسٹول کے چھٹے اور آخری روز اقبال فردوسی کا تحریر کردہ مزاحیہ ڈراما، موقع اچھا ہے، ایم رامش کی ہدایت میں ناز ویلفیئر سوسائٹی نے پیش کیا۔ ڈرامے کے پُر لطف مکالموں نے جہاں ناظرین کو قہقہے لگانے پر مجبور کیا وہیں ہاتھ جوڑ کر ووٹوں کی بھیک مانگنے والے نیتا کی دوغلی ذہنیت اور ڈگریوں کی مالا گلے میں ڈال کر ہر شخص کی طرف مارنے کو دوڑنے والے پاگل کردار نے دور سیاست کی ستم ظریفی کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کا خاموش پیغام بھی دیا۔ اردو اساتذہ کی رحلت پر اظہار غم اور حکیم حکمت علی کی دیوانگی کی حد تک شاعری سے الفت مگر اس پر بیگم کا مسلسل احتجاج اردو کی بے بسی کی طرف اشارہ کرتا نظر آیا۔ اس کے علاوہ یہ ڈراما طنز و مزاح کی چاشنی کے ساتھ روزمرہ کی زندگی سے متعلق کئی اہم موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ ڈرامے کے اختتام پر اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر شہپر رسول، گورننگ کونسل کے ممبر فرید الحق اور فرحان بیگ نے اقبال فردوسی اور ایم رامش کا گلدستہ پیش کر کے استقبال کیا۔ پروفیسر شہپر رسول نے تمام فنکاروں کی محنتوں کو سراہا اور فیسٹول کی کامیابی پر ناظرین و جملہ اراکین اردو اکادمی کو مبارکباد پیش کی۔ انھوں نے کہا کہ اردو اکادمی دہلی اردو کے فروغ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے، چاہے وہ درس و تدریس کا میدان ہو، ادبی ذخائر کی اشاعت کا معاملہ یا پھر علمی، ادبی اور ثقافتی پروگرام کے انعقاد کا معاملہ، ہر سطح پر وہ تواتر کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ انھوں نے کہا دہلی حکومت زبان و ادب کے فروغ کے مسئلہ پر پوری طرح مخلص ہے۔ ہم وزیر اعلیٰ دہلی اروند کجریوال اور نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس تاریخی اردو ڈراما فیسٹول کے انعقاد میں بھرپور تعاون پیش کیا۔ اس آخری ڈرامے میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے والے افراد میں مسعود ہاشمی، غزالہ سمیر، ایم رامش، سبحان، سلیم، انس فیضی، محمد عمران، محمد ناصر، عرشی، جاوید بابا، محمد فرزان، ادیبہ خان، عبدالرازق، ناصر خان، ودانی، عبدالرحمٰن اور الیس یوظفر کے نام شامل ہیں۔ مسلسل چھ روز تک چلنے والے اس اردو ڈراما فیسٹول میں ادیب، شاعر، تھیٹر آرٹ اور میڈیا حلقوں سے وابستہ افراد کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔

## اسکولی طلبا و طالبات کے درمیان
## تعلیمی و ثقافتی مقابلے کا انعقاد

اردو اکادمی، دہلی دہلی کے اسکولوں کے طلبا و طالبات میں تعلیم کا ذوق و شوق پیدا کرنے اور ان میں مسابقت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ہر سال تعلیمی مقابلے منعقد کرتی ہے۔ ان مقابلوں میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبا و طالبات کو انعامات دیتی ہے اور طلبا و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے کنسولیشن انعام بھی دیتی ہے۔ ان مقابلوں میں تقریری، فی البدیہہ تقریری، بیت بازی، اردو ڈراما، غزل سرائی، کوئز (سوال وجواب) اور مضمون نویسی وخطوط نویسی مقابلے شامل ہیں۔ یہ تعلیمی مقابلے دہلی کے پرائمری تا سینئر سیکنڈری اردو اسکولوں کے طلبا و طالبات کے درمیان منعقد ہوتے ہیں۔

اکادمی کے قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم میں غزل سرائی مقابلہ برائے سینئر سیکنڈری (درجہ یازدہم و دوازدہم) زمرہ منعقد ہوا جس میں بطور جج ڈاکٹر شبانہ نذیر، جناب شکیل جمالی اور نگراں کی حیثیت سے اکادمی کی گورننگ کونسل کی ممبر محترمہ سعدیہ سید نے شرکت کی اور پہلے دوسرے اور تیسرے انعام کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزا انعام بھی دیا تھا۔

**۴/دسمبر ۲۰۱۸ء**

غزل سرائی مقابلہ برائے سیکنڈری و مڈل زمرہ منعقد ہوا جس میں بطور جج ڈاکٹر عفت زرّیں، ڈاکٹر رحمٰن مصور، ڈاکٹر نگار عظیم، ڈاکٹر واحد نظیر اور بطور نگراں اکادمی کی گورننگ کونسل کے رکن جناب ایف۔ آئی۔ اسماعیلی اور جناب فرید الحق وارثی نے شرکت کی اور کامیاب طلبا کو انعامات تقسیم کیے۔

صبح ساڑھے دس بجے سیکنڈری زمرہ کے اس مقابلہ میں تقریباً ۳۵ اسکولوں سے ۶۲ طلبا و طالبات نے مقابلے میں حصہ لیا۔

**۶/دسمبر ۲۰۱۸ء**

تین مقابلے منعقد کیے گئے جن میں تقریری مقابلہ، فی البدیہہ تقریری مقابلے اور سوال و جواب (کوئز) شامل تھے۔ سب سے پہلے

تقریری مقابلہ برائے سینئر سیکنڈری زمرہ (گیارہویں و بارہویں جماعت) منعقد کیا گیا جس کا موضوع تھا ''قومی یکجہتی کی اہمیت''۔ یہ موضوع پہلے ہی اسکولوں کو بھیج دیا گیا تھا۔ آج کے اس مقابلے میں بطور جج جناب اشفاق احمد عارفی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ شعبۂ اردو کے استاد ڈاکٹر ندیم احمد شریک ہوئے۔

جج صاحبان کے متفقہ فیصلے کے مطابق کامیاب طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے اور مبارک باد بھی دی گئی۔

دوپہر ایک بجے فی البدیہہ تقریری مقابلے کا انعقاد کیا گیا جس میں بطور جج شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کے سابق صدر پروفیسر عبدالحق اور شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر ارشاد نیازی نے شرکت کی۔ جج صاحبان کے باہمی مشورے سے طلبا و طالبات کو مقابلے کے آغاز سے دس منٹ قبل جو موضوع دیا گیا تھا اس کا عنوان تھا ''اردو کی عوامی مقبولیت'' جس پر طلبا و طالبات نے اپنی تقاریر کیں۔ کامیاب طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے۔

تیسرا مقابلہ سوال و جواب (کوئز) پر مشتمل تھا جس میں ۱۷ اسکولوں کی ٹیموں سے ۶۸ طلبا و طالبات نے شرکت کی۔

۷؍دسمبر ۲۰۱۸ء

صبح دس بجے مضمون نویسی و خطوط نویسی کا مقابلہ برائے پرائمری، مڈل، سیکنڈری و سینئر سیکنڈری زمرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ۴۸ اسکولوں سے ۲۵۵ طلبا و طالبات نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ اس مقابلے کے نتائج سے اسکولوں کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

دوپہر تین بجے کوئز (سوال و جواب) مقابلہ برائے مڈل زمرہ منعقد کیا گیا جس میں بطور کوئز ریشماں فاروقی اور مشاہد کی حیثیت سے اکادمی کی گورننگ کونسل کے رکن اور سینٹ اسٹیفن کالج کے استاد ڈاکٹر شمیم احمد اور غالب اکیڈمی کے سکریٹری ڈاکٹر عقیل احمد نے شرکت کی اور کامیاب طلبا کو انعامات تقسیم کیے۔

۸؍دسمبر ۲۰۱۸ء

تقریری مقابلہ برائے سیکنڈری زمرہ (نویں و دسویں جماعت) منعقد کیا گیا جس کا طے شدہ موضوع ''اردو ایک شیریں زبان'' تھا۔ اس مقابلے میں بحیثیت جج شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کی استاد ڈاکٹر نجمہ رحمانی اور معروف صحافی معصوم مرادآبادی نے شرکت کی۔

۱۸؍اسکولوں کے ۳۰ طلبا و طالبات کے درمیان یہ مقابلہ بحسن و خوبی منعقد کیا گیا۔ اس مقابلے میں جج صاحبان کے فیصلے کے مطابق طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے۔

۱۱؍دسمبر ۲۰۱۸ء

اردو ڈراما مقابلہ برائے سیکنڈری و سینئر سیکنڈری زمرہ (درجہ نہم تا دوازدہم) منعقد کیا گیا جس میں جج کے فرائض جناب جاوید پنڈت اور ڈاکٹر جاوید حسن نے انجام دیے۔ اس مقابلے میں کل ۱۹ اسکولوں کے ۱۳۳ طلبا و طالبات نے مختلف موضوعات پر ڈرامے پیش کیے۔ جج صاحبان کے فیصلے کے مطابق اینگلو عربک سینئر سیکنڈری اسکول کو اوّل انعام کے لیے منتخب کیا گیا جب کہ دوسرے انعام کے لیے ہمدرد پبلک اسکول، سنگم وہار کو منتخب کیا گیا اور تیسرے انعام کے لیے زینت محل سرودو یہ کنیا ودیالیہ، جعفرآباد اور خدیجۃ الکبریٰ گرلز پبلک اسکول، جوگا بائی کو منتخب کیا گیا اور حوصلہ افزا انعام کے لیے گورنمنٹ گرلز سینئر سیکنڈری اسکول، وجے پارک، موجپور کو منتخب کیا گیا۔

۱۰؍دسمبر کو اردو ڈراما مقابلہ برائے مڈل زمرہ (چھٹی تا آٹھویں جماعت) منعقد کیا گیا جس میں ڈاکٹر عشرت جمیل اور ڈاکٹر ہادی سرمدی نے جج کی حیثیت سے شرکت کی اور مشاہد کی حیثیت سے اکادمی کی گورننگ کونسل کی رکن ڈاکٹر وسیم راشد شریک رہیں۔ اس مقابلے میں ۱۷ اسکولوں کے ۱۱۹ طلبا و طالبات نے مختلف موضوعات پر ڈرامے پیش کیے۔ جج صاحبان کے فیصلے کے مطابق طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے۔

۱۲؍دسمبر ۲۰۱۸ء

پہلے سیشن میں بیت بازی مقابلہ برائے مڈل زمرہ (درجہ ششم تا ہشتم) منعقد ہوا جس میں جج کی حیثیت سے جناب اسد رضا، ڈاکٹر ابوبکر عباد نے شرکت کی جب کہ مشاہد کی حیثیت سے اکادمی کی گورننگ کونسل کی رکن محترمہ نور ظہیر نے شرکت کی۔ جج صاحبان کے فیصلے کے مطابق طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے۔

دوپہر بعد دوسرے سیشن میں بیت بازی مقابلہ برائے سیکنڈری و سینئر سیکنڈری زمرہ (درجہ نہم تا دوازدہم) منعقد ہوا جس میں جج کی حیثیت سے ڈاکٹر شفیع ایوب اور جناب معین شاداب نے شرکت کی۔ جج صاحبان کے فیصلے کے مطابق طلبا کو انعامات تقسیم کیے گئے۔

مقابلے کے اختتام پر جج صاحبان نے طلبا و طالبات کے ذریعے پیش کیے گئے اشعار میں جو خامیاں تھیں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے بچوں کی محنت اور اساتذہ کی خصوصی دلچسپی اور تربیت کی تعریف کی اور انھیں بیت بازی کی روایت اور فن سے متعلق باریکیاں بھی بتائیں۔

◆◆◆